امام ابو نعیم اصفہانی (م ۴۳۰ھ)

تحریر: عبدالرشید عراقی

امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ ۳۳۶ھ میں اصبہان میں پیدا ہوئے۔ ۳۴۴ھ میں تعلیم کا آغاز کیا۔ ان کے اساتذہ اور تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ امام ابو نعیم نے بے شمار علمائے کرام اور محدثین عظام سے استفادہ کیا۔ حافظ ابو عبداللہ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے آپ کے اساتذہ کی فہرست تذکرہ الحفاظ میں لکھی ہے اور حافظ ذہبی نے یہ بھی لکھا ہے کہ

"انہوں نے خراسان و عراق کے بے شمار لوگوں سے کسب فیض کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کو جس قدر اکابرین سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس سے اور محدثین محروم ہیں۔" (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۹۲)

حافظ ابو نعیم نے تحصیل علم کے لئے عراق، حجاز، خراسان، شام، بغداد، واسط، نیشاپور، مکہ، بصرہ اور کوفہ کا سفر کیا۔ اور ہر جگہ کے اساطین فن اور صاحب علم و فضل سے استفادہ کیا۔

حافظ ابو نعیم کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت کا ائمہ فن نے اعتراف کیا ہے۔ مورخین نے ان کو الحافظ المشہور اور الحافظ الکبیر لکھا ہے (تاریخ ابن خالکان ج ۱ ص ۴۵)

علامہ تقی الدین علی سبکی (م ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ

"حافظ ابو نعیم حفظ و ضبط میں مرتبہ کمال پر فائز تھے۔" (طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۸)

حافظ ابو عبداللہ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے بھی ان کے صدق و ثقاہت اور حفظ و ضبط کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان ہر دو وصف میں ان کا

مرتبہ بہت بلند تھا اور ان کے بارے میں جو کچھ کلام لکھا گیا ہے اس کی کوئی دلیل اور بنیاد نہیں۔ (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۲)

حافظ ابو نعیم حدیث میں بھی مرتبہ کمال پر فائز تھے۔ آئمہ فن اور محدثین عظیم نے حدیث میں ان کے مرتبہ کمال کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ تقی الدین علی سبکی (م ۷۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ

"حافظ ابو نعیم ان ممتاز لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے روایت علوم کے ساتھ درایت میں بھی حد کمال پر فائز رکھا تھا۔" (طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۷)

حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ

"وہ علو اسناد، حفظ حدیث اور جملہ فنون حدیث میں تبحر کے لحاظ سے پوری دنیا میں ممتاز تھے۔" (تذکرہ الحافظ ج ۳ ص ۲۹۱)

حافظ ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ

"حافظ ابو نعیم جمع و معرفت حدیث میں یکتا اور فضائل و کمالات کا مجموعہ تھے۔" (تبین کذب المفتری ص ۲۴۶)

حدیث کے علاوہ فقہ اور تصوف میں بھی جامع کمال تھے اور شافعی مسلک سے ان کا تعلق تھا۔ تصوف سے تعلق ان کا خاندانی تھا۔ ان کے نانا محمد بن یوسف مشہور زاہد اور صوفی تھے۔ (تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۴۵، طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۷)

حافظ ابو نعیم عقائد میں اشاعرہ کے ہمنوا تھے۔ حافظ ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) اور حافظ عبدالرحمان بن علی بن جوزی (م ۵۹۷ھ) نے لکھا ہے کہ

"حافظ ابو نعیم اشعری مذہب کی جانب شدید میلان رکھتے تھے۔" (تبیین کذب المفتری ص ۲۴۶، والمنتظم ج ۸ ص ۱۰۰)

حافظ ابو نعیم کے علمی کمالات اور غیر معمولی فنی شہرت نے ان کی ذات کو

مرجع خلائق بنا دیا تھا۔ ان کی مجلس درس بہت وسیع تھی۔ لوگ دور دراز سے سفر کر کے ان کی مجلس میں حاضر ہوتے۔ اور ان سے استفادہ کرتے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں کہ

"جب ان کی مجلس درس آراستہ ہوتی۔ تو ارباب فن اور محدثین عجز و نیاز کے ساتھ ان کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر بڑی رغبت اور مکمل انہماک کے ساتھ اکتساب فیض کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے علوئے اسناد، جودت حفظ، اور وفور علم کا بہت چرچا تھا۔" (بستان المحدثین ص ۴۴)

مجلس درس کا سلسلہ صبح سے ظہر تک جاری رہتا۔ اور مجلس درس ہمیشہ طلباء و مستفیدین سے بھری رہتی۔ حافظ ذہبی (م۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ

لم یکن لہ غذاء سوی التسمیع و التصنیف

حدیث سننا سنانا اور ان کی جمع و تالیف ہی ان کی غذا تھی۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۹۲)

حافظ ابو نعیم اشعری مذہب کے تھے۔ جیسا کہ حافظ ابن عساکر (م۵۷۱ھ) اور حافظ ابن جوزی (م۵۹۷ھ) نے اس کی تصریح کی ہے۔ حافظ ابو نعیم کے زمانہ میں حنابلہ کا بہت زور بڑھ گیا تھا اور حنابلہ کی سخت گیری اور تشدد کے کئی ایک واقعات تاریخ میں مذکور ہیں۔ حافظ ابو نعیم کا میلان اشعریت کی جانب تھا۔ جس کے نتیجے میں ان کے خلاف شورش ہنگامہ ہوا اور ان کو شدید و محن سے گزرنا پڑا۔ اور اہل اصفہان نے ان کا جامع مسجد میں داخلہ تک بند کر دیا۔ حنابلہ کی شدت حافظ ابو نعیم کے بارے میں اس وجہ سے بھی تھی! کہ

"حافظ ابو نعیم کے فضل و کمال اور غیر معمولی شہرت و مقبولیت نے ان کی ذات کو محسود و مبغوض بنا دیا۔" (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۲۹۳، طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۹)

حافظ ابو نعیم نے محرم الحرام ۴۳۰ھ میں انتقال کیا۔ (طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۹، تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۴۵۔ المنتظم ج ۸ ص ۱۰۰)

تصنیفات

حافظ ابو نعیم صاحب تصانیف کثیرۃ تھے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۲۹ مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابوں کے نام بحوالہ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) اور کشف الظنون حاجی خلیفہ مصطفیٰ (م ۱۰۶۷ھ) لکھے ہیں (البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۴۵، کشف الظنون ج ۲ ص ۳۰۴) مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی تحقیق کے مطابق ۲۹ تصانیف میں صرف ۲ کتابیں مطبوعہ ہیں اور ان مطبوعہ کتابوں کے نام یہ ہیں۔

(۱)۔ دلائل النبوۃ۔ (۲) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء

دلائل النبوۃ

اس کتاب میں حافظ ابو نعیم نے آنحضرت ﷺ کے خصائص و کمالات اور فضائل و مکارم اور دلائل نبوت قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں بیان کئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں بعض مشہور انبیائے کرام کے معجزات کا تقابلی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ کتاب کے موضوع کے لحاظ سے جن احادیث کو اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے ان تمام احادیث اور روایات کا معیار یکساں نہیں ہے۔ تاہم یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ دلائل النبوۃ ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔ (تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۲۲۴)

حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء

یہ حافظ ابو نعیم کی بہت مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ان صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور ان ائمہ علوم اور اتقیاء کا ذکر کیا ہے جو زہد، نسک اور معرفت و تصوف میں صاحب کمال تھے۔ مصنف نے شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں اولیاء اللہ کے فضائل و محامد اور ان کے اوصاف و کمالات اور تصوف کی حقیقت پر بحث کی ہے۔ حافظ ابو نعیم نے اس میں صحیح، حسن، ضعیف اور بعض موضوع روایات بھی درج کی ہیں۔ (رسالہ المستطرفہ ص۱۱۵)۔ اس کتاب کی ارباب سیر اور ائمہ فن نے تعریف و توصیف کی ہے۔ ان کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

مورخ ابن خلکان (م۶۸۱ھ):۔ یہ بہترین کتاب ہے (تاریخ ابن خلکان ج۱ ص۴۵)

حاجی خلیفہ مصطفی بن عبداللہ (م۱۰۶۷ھ):۔ یہ عمدہ اور معتبر کتاب ہے۔ (کشف الظنون ج۱ ص۴۵۲)

حافظ ابو عبداللہ شمس الدین ذہبی (م۷۴۸ھ):۔ یہ عدیم النظیر کتاب ہے اور مصنف کی زندگی میں اس کی شہرت و مقبولیت حاصل ہو گئی۔ (تذکرہ الحافظ ج۳ ص۲۹۳)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م۱۲۳۹ھ):۔ ایسی بے مثال اور لاجواب کتاب اسلامیات پر نہیں لکھی گئی۔ (لبستان المحدثین ص۴۵)

حافظ ابوالفداء عماد الدین اسمٰعیل بن کثیر دمشقی (م۷۷۴ھ):۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مصنف کی وسعت نظر، اور ان کے شیوخ کی کثرت اور مخارج طرق حدیث سے پوری واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج۱۲ ص۴۵)

حافظ عبدالرحمان بن علی بن جوزی (م۵۹۷ھ):۔ اس کتاب کا اختصار

باقی ص۴۷ پر